

علم و دین کا ماتم

تبرکات و نواہر
غیر مطبوعہ خطوط

حضرت مولانا عبدالرحمان کابلپوری کا مقام مشاہیر علماء اور اکابر کی نظروں میں

حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالرحمان کابلپوری مرحوم خلیفہ حضرت مفتاحی کے دس سالہ پرہیزگار
علماء و مشاہیر نے شدید رنج و غم کا اظہار کیا۔ ذیل میں چند تعزیتی خطوط کے اقتباسات پیش ہیں
جو حضرت کے وصال پر ان کے ماحب زادہ مولانا قاری سعید الرحمان کے نام لکھے گئے۔ (ادارہ)

حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب مظاہر العلوم سہارنپور

حادثہ سے جتنا رنج و آفت ہے۔ وہ بیان سے

باہر ہے۔ یہاں سبھی اہل مدرسہ انتہائی رنجیدہ ہیں۔ اور خبر سنانے کے بعد ہی سے دعا اور ایصالِ ثواب ہر شخص
اپنی حیثیت کے موافق کر رہا ہے۔ اور اس ناکارہ کے تو طالب علمی کے زمانہ سے مولانا مرحوم سے تعلقات
تھے۔ محاسبہ میں میرے والد کے یہاں میری ان کی تعلیم میں شرکت ہوتی اور پھر ایک ہی سال مدرسہ ہوتی اور
پھر اسکے بعد سے تو آپ کو معلوم ہے کہ تعلقات بڑھتے ہی چلے گئے۔ افسوس کہ اکابر و احباب بلکہ محبوب اصغر
بھی ایک ایک ہو کر جدا ہو رہے ہیں۔ یہ ناکارہ ہی سب کے رنج و غم بہنے کیلئے پڑا ہے۔ بہر حال بجز ایصالِ ثواب
میرے کیا چارہ ہے۔

حضرت مولانا عزیز گل صاحب اسیر النائم تلمیذ خاص حضرت شیخ الہند

حضرت مولانا مرحوم کو اللہ تعالیٰ مغفرت

اور رحمت سے سرفراز فرماوے اور آپ حضرات کو صبر جمیل سے بہرہ مند فرماوے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔
وہم جعلنا لبشر من قبلک المفلد۔ آپ حضرات کے غم میں ہم سب شریک ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں۔

حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی صاحب الحدیث دارالعلوم ٹنڈوالہ یاد۔

جب مولوی محمد وجیہ صاحب کے نام

آپ کا خط آیا کہ مولانا پرفالچ کا اثر ہو گیا ہے۔ اور وہ یہ خط پڑھ کر روانہ ہو گئے۔ تو میں نے شعبان کی ۲۷ تاریخ
کے بعد والی رات میں خواب میں دیکھا کہ حکیم الامت مولانا مفتاحی کا انتقال ہو گیا ہے۔ اس خواب سے ہی
مجھے کھٹکا ہو گیا تھا کہ مولانا عبدالرحمن صاحب کا انتقال ہو گیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت حکیم الامت

کے خلیفہ مجاز تھے۔ ان کا انتقال حکیم الامتؒ کے انتقال کا نمونہ ہے۔ دعا کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ درجات عالیہ سے نوازے اور آپ سب صاحبان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

مولانا ڈاکٹر عبدالحی صاحب کراچی۔ خلیفہ حضرت تھانویؒ ایسی برگزیدہ اور مختم وقت ہستی کی مفارقت یقیناً آپ حضرات کے لئے اور ہم سب کے لئے انتہائی قلق کا باعث ہے۔ ان کا سایہ عالمیت سب ہی کیلئے باعث صد خیر و برکت تھا۔ اب ان کی مخلصانہ دعا لائے خیر سے محرومی واقعی سخت محرومی ہے۔ مگر سن مبارک کا کافی طویل ہو چکا تھا۔ اور عمر کے ساتھ مجبوریاں اور معذوریات بھی لاحق ہو جاتی ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے فضل و کرم کی آغوش میں لیکر ابدی راحت و مسرت قرب عطا فرمادی۔ اللہ تعالیٰ ان کے مراتب قرب میں اور درجات مغفرت میں پیہم ترقی عطا فرمادیں۔ آمین۔ یہ بھی ثابت ہے کہ جس قدر قوی صدمہ ہوتا ہے۔ اسی قدر اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کو اپنی قوی رحمت سے بہرہ اندہ فرماتے ہیں۔

مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کراچی مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کا سانحہ پہلے معلوم ہو گیا تھا۔ دارالعلوم میں ختم قرآن کر کے ایصالِ ثواب بھی کرایا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ آپ حضرات کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ ایسے حضرات کی موت صرف گھر والوں کے لئے مصیبت نہیں ہوتی۔ بلکہ پورے ملک کیلئے اور اہل زمین کیلئے مصیبت ہوتی ہے۔ حضرت مولانا مرحوم سے احقر کا تعلق ان کی طالب علمی کے وقت سے تھا۔ عجیب فرشتہ صفت انسان تھے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان کو مقام مالی عطا فرمادے۔

مولانا شمس الحق افغانی شیخ التفسیر جامعہ اسلامیہ بہاولپور حضرت مولانا عبدالرحمان نور اللہ مرقدہ کی وفات کی اطلاع پہنچی انا اللہ وانا الیہ راجعون۔ ایصالِ ثواب ختم قرآن کیا گیا۔ مولانا مرحوم کی وفات سے مسلمانانِ پاکستان کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچا۔ دورِ محضرہ میں آپ کی شخصیت نوادرات میں سے تھی۔ آپ علم تقویٰ اخلاق کے مینار تھے۔ آپ کے بعد اسلامی علوم کے مدرس بھی پیدا ہوتے رہیں گے۔ اور مصنف بھی مقررین بھی ہوں گے۔ اور صاحبِ رشد و ہدایت بھی لیکن یہ مشکل ہے کہ حضرت مولانا عبدالرحمان صاحب جیسی جامع شخصیت دوبارہ پیدا ہو۔ ہماری دعا ہے کہ حضرت مرحوم کو اللہ جل جلالہ اپنے مخصوص فضل و رحمت سے نوازے اور سپہانندگان کو مولانا کی روحانی برکتوں سے حصہ وافر عطا فرمادے۔

علینا ذلک الاسعاد لوکان فافعاً لبشوت قلوب لا لبشوت جیوہ

مولانا عبدالحی صاحب شیخ الحدیث۔ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خشک موت سے تو کسی کو مفر نہیں مگر بعض ہستیاں ایسی ہوتی ہیں جن کی موت ہزاروں کی موت بن جاتی ہے۔ محدثی حضرت شیخ الحدیث صاحب نور اللہ مرقدہ ہم نورہ کی جدائی ہم سب کے لئے ایک ناقابلِ برداشت صدمہ ہے۔ وہ ہمارے سر پرست اور دعا گو تھے۔ قحط الرجال

کے اس پر آشوب دور میں مرحوم و مغفور کا طیب و طاہر وجود مسعود ہم خدام کے لئے سنگ میل کی حیثیت رکھتا تھا۔ وہ اسلاف کرام اہل اکابرین دیوبند کی زندہ یادگار تھے۔ انہوں نے زندگی کے تمام لمحات کتاب اللہ اور حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اشاعت و احیاء میں بسر کئے۔ انشاء اللہ العزیز ان کو حق تعالیٰ نے اپنی آغوش رحمت میں اپنے مرتب سے نوازا ہوگا۔

مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی حضرت کی وفات انفرادی صدمہ نہیں ہے۔ ہم ان کے لئے نہیں روئے وہ رفیق اعلیٰ سے ہلے اور اسلاف کے نقش اقدام پر چلتے ہوئے ان تک پہنچ گئے۔ یہ حضرات مرتے نہیں زندہ ہوتے ہیں۔ مادی و جسمانی مجاہدات مرقع ہو کر ارواح مبارکہ کو استغراق کامل و لذت اکل نصیب ہو جاتی ہے۔ مدنا اپنا ہے کہ ان بزرگوں کی جگہ پر نہیں ہوتی اور ہم اپنے بلند پایہ قابل اعتماد بزرگوں سے محروم ہوتے جا رہے ہیں۔ حضرت تھانویؒ، حضرت مدنیؒ، حضرت مفتی کفایت اللہؒ جو بات فرماتے یقین و اعتماد ہوتا۔ بعد میں یہ چند ہی نفوس تھے جن کا کسی سوال پر ہاں یا نہیں بھی قابل استناد تھا۔ حضرت میرے شفیع استاد تھے ان کے لئے دعا نہ کروں گا تو کس کے لئے کروں گا۔

مولانا عبد العزیز صاحب خلیفہ اہل حضرت رائے پوریؒ آپ کے والد ماجد استاذی المکرم نذر اللہ مرقدہ کے دصال کی اطلاع سے نہایت صدمہ ہوا۔ مرحوم اکابر کی یادگار تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمادیں اور جنت الفردوس میں جگہ مرحمت فرمادیں، قرب خاص سے نوازیں، آمین پماندگان و متعلقین کو صبر جمیل عطا فرمادیں۔ حضرت مرحوم کے لئے ایصال ثواب کیا۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمادیں۔ آمین

مولانا مفتی محمود صاحب ملتان رمضان المبارک میں کسی کی زبانی حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کی جانگاہ خبر سنی۔ اللہ تعالیٰ حضرت مرحوم کی برکتوں سے آپ کو مال مال فرما دے۔ حضرت اقدس کو جنت الفردوس میں مقام اعلیٰ پر فائز کر دے۔ آپ حضرات کو اس عظیم صدمہ پر صبر اور صبر پر اجر عطا فرما دے۔ انتہا اللہ ما اعطی ولہ ما اخذ وکلے عنده باجل مستی فلتصبر و لتحتسب۔

مولانا محمد اسماعیل صاحب سندیلوی شیخ التفسیر ندوۃ العلماء لکھنؤ۔ یکایک حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے ذریعہ سے حضرت مرشدی مرحوم کے انتقال کی اطلاع ہوئی۔ لیکن خط و کتابت بند ہونے کی وجہ سے عرصہ نہ لکھ سکا۔ عزیز محترم حضرت مولانا کے انتقال کی خبر بجلی ہو کر میرے قلب پر گری۔ بلاشبہ ان کا انتقال۔ موت العالم موت العالم۔ کامصدق ہے۔ وہ تو انشاء اللہ تعالیٰ اعلیٰ علیین میں نعمائے آخرت اور نقائے الہی سے لطف اندوز ہو رہے ہوں گے۔ لیکن ہم رہ افتادگان کے لئے یہ سانحہ بہت سخت ہے۔ لیکن یہ سوچ کر صبر آجاتا ہے کہ انہیں مقصود حقیقی یعنی دصال الہی کو پہنچ

گئے ہیں۔ اور انشاء اللہ عالم آخرت میں اطمینان کے ساتھ ان سے ملاقات بھی ہوگی۔ یہ وقت محض چند روزہ ہے۔ جی چاہتا ہے کہ دو شعر جو ایک اعرابی نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی وفات پر بطور تعزیت سنائے تھے یہاں نقل کر دوں۔ ان سے بہت تسکین ہوتی ہے۔

اصبر یکنہ یث صابرین نامنا صبر الرعیتہ عند صبر الرأس
خیر من العباس صبرک بعدہ واللہ خیر منک للعباس

مولانا محمد ادریس کاندھلوی شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور حضرت الاستاذ مولانا عبدالرحمن صاحب

نور اللہ مرقدہ کی وفات حسرت آیات کا علم ہوا۔ بے حد صدمہ ہوا۔ علماء و صلحاء روز بروز دنیا سے نفرت ہو رہے ہیں۔ خلت الایا محلہ و مقاہلہ۔ اور موت العالم موت العالم کا منظر نظروں کے سامنے آ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ مولانا مرحوم کو اپنی جوار رحمت میں خاص مقام عطا فرمائے۔ اور آپ کو ان کے علم و تقویٰ کا وارث بنائے۔ آمین۔ اور ہم سب کو ایمان پر استقامت نصیب فرمائے۔ آمین۔

مولانا جمیل احمد صاحب مفتی جامعہ اشرفیہ لاہور ایک بے بدل شیخ اور بے نظیر عالم بے مثال صالح سے

دنیا خالی ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ امت کو بدل اور آپ سب کو سکون عطا فرمادیں۔ آپ سے زیادہ نقصان ترساری امت کا ہے اسلام کا ہے۔ کہ اب نہ ایسے عالم پیدا ہو رہے ہیں۔ نہ ایسے بزرگ۔ اس لئے نقصان عالم اسلام کا نقصان ہے۔ اللہ تعالیٰ غیب سے کوئی شیل و بدل عطا فرمادیں۔ یہ چند تاریخی مادے لکھ دئے ہیں۔

قطعات تاریخ وفات

(قبر مبارک کے لئے)

جلوہ گاہ	شیخ عبد الرحمن
۴۰	۳۲۹ ۷۶ ۹۱۰
۱۳۸۵ھ	

اطیب	ادلیاء	شیخ	عبد الرحمن
۲۲	۷۸	۹۱۰	۳۲۹ ۷۶
۱۳۸۵ھ			

موت العالم الحق	موت العالم
۱۷۹ ۵۴۶ ۱۷۹	۱۷۹ ۵۴۶ ۱۷۹
۱۷۹	۱۷۹

حضرت	مولانا عبد الرحمن کجا
۱۷۰۸	۱۷۸ ۷۰۵ ۲۲
۱۹۶۵ھ	

۱۳۸۵ھ

شہید کبیر حضرت	آہ
۱۷۰۸ ۲۳۲ ۳۱۹	۴
۱۹۶۵ھ	

قبر منزل حضرت مولانا	۳۰۲
۱۷۸ ۱۷۰۸ ۱۷۸	
۱۹۶۵ھ	

شہید گردید حضرت	۳۱۹
۱۷۰۸ ۲۳۸	
۱۹۶۵ھ	

غفر اللہ	لآبائہ
۱۷۸۰ ۷۶ ۳۹	
۱۳۸۵ھ	

تاریخ وفات چونکہ جسم	داخل بہشت ما	نذا شد
۴۳۵ ۷۰۷ ۷۱		
۱۳۸۵ھ		

مولانا عبد الرحیم اشرف - مدیر المنبر لاہور

اس غم انگیز خبر سے بہت صدمہ ہوا۔ اکابرین یکے بعد دیگرے

اٹھ رہے ہیں اور صدمہ کی شدت اس سے ہوتی ہے کہ ان کی جگہ پُر کرنے والے موجود نہیں ہیں۔ اور ضیادہ روز افزوں ہے۔ خالی اللہ المشتک والیہ المرحوم والیہ المآب۔ حضرت مرحوم کی وفات بحیثیت ایک عالم دین ایک خادم حدیث نبوی علی صاحبہ الصلوٰۃ ادا ایک صالح شخصیت بھی الم انگیز تھی۔ لیکن جسے اللہ تعالیٰ نے ایسے عظیم المرتبت والد سے نوازا ہو اسکی حالت غم تو دوسروں سے کہیں زیادہ ہوگی۔ بالخصوص ان کی مسلسل اودول سے نکلنے والی دعاؤں کا تو بدل رحمت الہیہ کے کوئی چیز نہیں ہو سکتی۔ لیکن لون یصینا الاماکتب اللہ لنا۔ اودیہ ایمان ولیقین کہ ہونعم المونی ونعم النصیر اس بنیاد پر اس کے سوا کیا کہا جاسکتا ہے۔

مولانا محمد چراغ صاحب - مؤلف العرف الشذی

آج صبح کینال پارک لاہور سے ٹیلیفون پر سخت

دہشتناک خبر ملی کہ حضرت الشیخ کا وصال ہو گیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ان اللہ ما اعزدا علی۔ ولکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ۔ اللہ تعالیٰ حضرت مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر و اجر بخشے۔ آمین۔ ایسے اہل علم و تقویٰ حضرات سے ہماری بد قسمتی سے زمین خالی ہوتی جا رہی ہے۔ ان کے بدلے سے بھی حیران ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے تال پر رحم فرماوے۔

ڈاکٹر غلام محمد صاحب - مؤلف تذکرہ سلیمان

انسوس ہم لوگ ایک ایسی عظیم المرتبت جامع ظاہر و باطن

شخصیت کے فیوض و برکات سے محروم ہو گئے۔ محدومی حضرت مولانا عبدالباری صاحب ندوی مدظلہ نے ایک مرتبہ ایک جملہ حضرت شیخ الحدیث سے متعلق فرمایا تھا، جو ایک دفتر توصیف پر بھاری ہے۔ فرمایا مولانا کی قدر تو وہ پہچان سکے گا جسکو صحابہ کرام کی زندگی پسند ہو۔ واقعی حضرت مرحوم ایسے ہی تھے۔ حقیقت یہی ہے کہ قدر گوہر شاہ داند یا بداند جوہری۔ ہم لوگ وہ نظیر بھی کہاں سے لائیں جو ان بزرگوں کی عظمت کا اندازہ لگا سکے۔ یاد آیا ۱۹۵۱ء یا ۱۹۵۲ء کی بات ہے۔ حضرت مرشدی علامہ سید سلیمان ندوی قدس سرہ کی خدمت میں راقم عاجز بھی حاضر تھا اور ماسٹر حشمت علی صاحب موصوف کا اصلاحی تعلق مخدومنا حضرت مولانا عبدالرحمان صاحب قدس سرہ ہی سے تھا۔ اور اس جہت سے انہوں نے کچھ ذکر حضرت موصوف کا کیا تو میرے شیخ قدس سرہ نے فرمایا ان کی شان عالی کا کیا کہنا ایک ایک خط میں ایک ایک مقام طے کیا ہے۔ پھر احقر کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ آپ نے اشرف السوانح میں مکتوبات رحمانی نہیں دیکھی۔ حضرت کے اس فرمانے سے ہم بصیروں نے سمجھا کہ اشرف السوانح میں خاص طور پر ان مکاتیب کو نقل کرنے کی کیا حکمت تھی۔ اور مکتوب نگار (اعلیٰ الشیخ) کا کیا مقام تھا۔ میں ہی سمجھتا ہوں کہ کم ہی لوگوں کی نگاہ

ان مکاتیب اور مکتوب نگار عالی کی خدمت پر میں نے اپنی ساری برکتیں اٹھ رہے ہیں۔ چھوٹے ان خصوصیات سے عاری ہیں۔ بس اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائے۔

مولانا محمود داؤد یوسف۔ رنگون

اس خبر سے سرخام کر بیٹھ گیا۔ طبیعت ہرگز اس خبر کو سنبھلنے پر آمادہ نہ تھی مگر ہم بے کس بندے اللہ تعالیٰ کے حکم کے آگے عاجز و درماندہ ہیں۔ اسی میں اپنی حقیقت کا کچھ پتہ چل جاتا ہے۔ حضرت اقدس قدس سرہ تو انعام و اکرام سے نوازے جا رہے ہیں۔ ہم حضرت کے فراق میں غلین ہو رہے ہیں۔ کاش کہ یا تو یہ خبر ہم تک مرنے تک نہ پہنچتی یا رمضان سے قبل ہی ہمیں اس کا علم ہو جاتا۔ مگر کیسے علم ہوتا جب اللہ تعالیٰ نہ چاہے تو کوئی ذریعہ کیسے کاہر ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی ان حکمتوں کا جاننے والا ہے۔

سید عمران الحسینی مدرسۃ الشریعہ مدینہ طیبہ

حکم المہین فی الخلائق مبہوم من ذایرد قضاہ اذ یحکم بعد التحیۃ والاحترام۔ الصبر باللہ والحکم الی اللہ لا راد لقضائہ وقد تکدر خاطرنا وانزعج قلوبنا بوفایۃ والصدقہ الذیہ ہون فی الحقیقۃ والدالجمیع فاننا نعزی الفسائلسائلین اللہ تعالیٰ ان یشیر علیہ راسح رحمۃ ویمہ بمغفرۃ ودرصوانہ وان یمہنا جمیعاً الصبر الجمیل وعظم اللہ اجرکم فانہ اسئلت ان یجعلہ اخر الا حرات وان لا یرمکہ ما کد والغاۃ عن اوقی لا یح اذہ ولولانا عبد الشکور صاحب۔

آہ حضرت مولانا عجیب نور صاحب

حضرت مولانا عجیب نور کی شخصیت ان شخصیات میں سے تھی جو اپنے پیچھے فضائل و کمالات کی ناقابل فراموش دنیا چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔ ان کی زندگی کا ایک ایک ورق بصیرت افروز ہے۔ طالب علمی کا زمانہ ہوا یا تدیس کا ہوا یا علمی و عملی کارناموں کا دور ہو۔ استاذ العلماء مولانا مرحوم جو محض بلند پایہ عالم ہی نہیں بلکہ طریقت و تقویٰ کے مقام پر بھی فائز تھے۔ ششہ میں صنایع ہنر کے مقام بروزہ خیل میں پیدا ہوئے۔ بارہ سال کی عمر میں بڑے بھائی صاحب کیساتھ علاقہ چچہ بغرن تعلیم تشریف لے گئے وہاں چند سال ابتدائی تعلیم حاصل کر کے ٹنک (انڈیا) گئے۔ اور وہاں سے بھوپال جہاں آپ نے بیس برس کی عمر میں تعلیم سے فراغت حاصل کی۔ علوم ریاضی، فلسفہ، منطق، صرف و غیرہ کی تعلیم علامہ عبدالسلام قنداری سے حاصل کی بعد از فراغت اپنے وطن بنوں آئے۔ ایک سال تک درس دیتے رہے۔ اس کے بعد مراد آباد ہما کر جامعہ قاسمیہ شاہی مسجد مراد آباد میں نائب صدر کی حیثیت سے تیس سال تک علمی علوم و فنون کی تدیس کی۔ اس عرصہ میں سینکڑوں تشنگان علم کے علوم و فیوض سے سیراب ہوئے۔ پاکستان بننے کے بعد اپنے وطن بنوں آکر مدرسہ معراج العلوم کے نام سے ایک دینی مدرسہ کی داغ بیل ڈالی جس سے سینکڑوں افراد نے فائدہ اٹھایا اور حضرت کے اخلاص اور طبیعت کی وجہ سے مدرسہ نے علاقہ بھر میں مرکزی حیثیت حاصل کر لی۔ حضرت مولانا کو کتابیں جمع کرنے کا بھی بڑا شوق تھا۔ ان کی لائبریری میں دینی علوم و فنون کا بڑا مفید ذخیرہ موجود ہے جسکو حضرت نے مدرسہ کے نام وقف ہونے کی وصیت کی۔ حضرت مولانا اہم فتاویٰ کا جواب خود دیتے۔ ذہن اور حافظہ کا یہ عالم کہ کھڑے کھڑے پیچیدہ علمی مسائل کو حل فرما دیتے۔ آپ اپنے پیچھے ایک پرہیزگار اور تین لڑکے چھوڑے۔ اللہ کے فضل سے تینوں فرزند اور ایک صاحبزادی حافظ قرآن ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمادے۔ اور پسندگان کو صبر جمیل عطا ہو۔ آمین۔ علم و فضل کا یہ تابناک ستارہ طویل علالت کے بعد ۸ رابع ۱۹۶۶ء کو ٹوٹ گیا۔ اور علاقہ بھر کے مسلمانوں کے دل دہل گئے۔

مت سہل ہمیں جائزہ پھرنا ہے ملک بھریوں اب حال کے برے سے انسان نکلتے ہیں